شہرِ علوم و شاہِ مدینہ ہیں مصطفیٰ | اسرارِ کبریا کا خزینہ ہیں مصطفیٰ
قلزم ہے معرفت، تو سفینہ ہیں مصطفیٰ | توحید کے عروج کا زینہ ہیں مصطفیٰ

آئینۂ جلی ہیں، خدا کی صفات کا
ان کی صفاتِ پاک، تعارف ہیں ذات کا

صبحِ ازل ہے خطِ گریبانِ مصطفیٰ | صحنِ الستؔ[1]، گوشۂ دامانِ مصطفیٰ
عرشِ عُلا، مَنارۂ ایوانِ مصطفیٰ | نورِ عمل، چراغِ شبستانِ مصطفیٰ

معراج، منزلت کی حدِ ناتمام ہے
قوسینؔ[2] تو نبی کے دو ابرو کا نام ہے

کاف اور نون[3]، مطلعِ تابانِ منقبت | لولاکؔ[4]، حسنِ مطلعِ دیوانِ منقبت
قالوا بلیٰ، قصیدۂ ذیشانِ منقبت | قرآں زبانِ حق سے غزلخوانِ منقبت

حیراں جو حسن کے سورۂ کوثر عقول ہیں
تین آیتیں، مُثلّثؔ[5] نعتِ رسولؐ ہیں

---

[1] اَلَستُ بِرَبِّکُم قالوا بلیٰ (= کیا میں تمھارا رب نہیں؟ سب نے کہا کیوں نہیں!) [2] دو کمانیں، فکان قابَ قوسینِ اَوْ اَدنیٰ (= حضرت دو کمانوں کے فاصلے پر یا اس سے بھی کم تھے) [3] کُن (= پیدا ہو جا)
[4] لولاک لما خلقتُ الافلاک (= اگر تو نہ ہوتا تو میں آسمانوں کو پیدا ہی نہ کرتا) [5] کیوں نہیں لو کھیے
حاشیہ نمبر ۱ [5] وہ نظم جس کے ہر بند میں تین مصرعے ہوں (جیسے سورۂ انا اعطینا میں تین آیتیں ہیں)

ہم بصیر، شمعِ شبستانِ معرفت | لب، دفتینِ نسخۂ قرآنِ معرفت
، نفسِ معرفت۔ تو نفسِ جانِ معرفت | واجب شناس، تا حدِ امکانِ معرفت

ذات وصفاتِ غیب کے آئینہ دار ہیں
عرفانِ کردگار کے پروردگار ہیں

غِ ازل میں، باعثِ تخلیقِ جزو و کل | بزمِ عمل میں، گلشنِ فکر و نظر کے گل
مبتدائے خلق، یہی خاتم الرُسل | ہیں نام دو، ابھی تو ہو وصلِ علی کا غل

کیا کیا کریں بیان، شرف بے حساب ہیں
اللہ لاشریک ہے۔ یہ لاجواب ہیں

رازدانِ غیب ہیں وہ غیب کا ہے راز | یہ ہیں مآلِ کار، اگر وہ ہے کارساز
کا کبھی اُس میں نام ہے اُس کی جو ہے نماز | لیکن وہ ہے حقیقتِ کبریٰ، تو یہ مجاز

حادث کے اور قدیم کے یہ جانشین ہیں
بالکل اِدھر، نہ بالکل اُدھر، بین بین ہیں

کردگارِ عقل، یہ استادِ جبرئیل | وہ خالقِ جمال، یہ آئینۂ جمیل
عینِ خیر و عدل، یہ باخبر و بے عدیل | وہ نور یہ ظہور، وہ دعویٰ تو یہ دلیل

انساں کے بھیس میں صمدیت لیے ہوئے
احمد، احد ہے، میم مشیت لیے ہوئے

ابھی ہے ایک، یہ بھی دو عالم میں انتخاب | اپنا وہ خود جواب، تو اپنا یہ خود جواب
درت کا شمس وہ، یہ رسالت کے آفتاب | وہ خالقِ کتاب، تو یہ خطبۂ وخطاب

کتاب کی جلد کے وہ قلزمِ کرم، یہ کرامت جناب ہیں
دونوں پٹھے وہ ذاتِ اوّلین، یہ ختمی مآب ہیں

وہ منبعِ عطا، تو یہ دریائے فیضِ وجود | وہ کائناتِ غیب، تو یہ عالمِ شہود
وہ واجب الوجود، تو یہ لازم الوجود | وہ قابلِ سجود، تو یہ لائقِ درود
کافی نہیں کہ صرف انھیں خلقت کرے سلام
حق کی نماز بھی دمِ رخصت کرے سلام

وہ کردگار، یہ سندِ ذاتِ کردگار | وہ طور ہے یہ نور، وہ جلوہ یہ جلوہ زار
وہ خُلق یہ خلیق، وہ حق اور یہ حق گزار | وہ شاہدِ قدم، یہ حدوث اور سدا بہار
وہ اسمِ ذات ہے، تو یہ جسمِ صفات ہیں
وہ حیِ لایموت، یہ مرکزِ حیات ہیں

وہ حسن ہے یہ عشق، وہ مبدء یہ اختتام | وہ راحم و رحیم، تو یہ رحمتِ تمام
وہ غافر و غفور، تو یہ شافعِ انام | وہ حق یہ شرعِ حق، وہ حقیقت یہ التزام
وہ راز ہے خدا کی قسم، راز داں یہ ہیں
وہ سرِ لامکاں ہے، سرِ لامکاں یہ ہیں

وہ حب تو یہ حبیب، وہ بے مثل یہ مثال | وہ قالِ خوش مقال، تو یہ حالِ نیک فال
وہ مبتدائے کن فیکون، اور یہ مآل | وہ نورِ لازوال، تو یہ پرتوِ جمال
ظلِّ خدا خطابِ شہِ ذی کمال ہے
سایہ کہاں، کہ سائے کا سایہ محال ہے

پایا کُل انبیا نے شرف دو جہان کا | کچھ اور ہی جہان ہے احمدؐ کی شان کا
شہرہ بہت کلیم کی ہے آن بان کا | ان سے مگر ہے فرق زمین آسمان کا
دیدارِ حق مرادِ کلیمِ خدا کی ہے
دیدارِ مصطفیٰ پہ نظر کبریا کی ہے

سے سایہ

ستر سے ماہِ چرخ نشیں تک پہنچ گئے
ہرِ مبیں سے روحِ امیں تک پہنچ گئے
ماہِ فلک سے مہرِ مبیں تک پہنچ گئے
چھوڑا امیں کو عرشِ بریں تک پہنچ گئے

سب منزلیں یہ ہو گئیں طے اتنی دیر میں
جاۓ فلک پہ میری نظر جتنی دیر میں

علین اتارنے لگے پائینِ فرشِ نور
ورِ خدا، اساسِ تجلاۓ برقِ طور
بولا یہ عرشِ پاک، تکلف ہے کیا ضرور
نعلین مت اتاریے، موسیٰ نہیں حضور

یاں صرف میہمان ہے یا میزبان ہے
یہ غیر کا مکان نہیں۔ لامکان ہے

ہے مقامِ قُدس، اِدھر حق ہے آپ اُدھر
سارا نمائشی ہے بس اب فصلِ ہمدگر
قوسین کا نہ ہے فرق، یہ کچھ فرق ہے مگر
ہو جائیں ایک، عذرِ مشیت نہ ہو اگر

آئینۂ دَنَیٰ فَتَدَلّٰی تو خیر ہے
پردہ اٹھائیے کہ یہ خلوت میں غیر ہے

اکر جو لامکاں سے شہِ انس و جن پھرے
ہ شب تھی وہ، کہ امتِ عاصی کے دن پھرے
ترکیبِ عنصری سے نہ چارہ تھا بن پھرے
طوبیٰ لکم سنا تو نبیؐ مطمئن پھرے

کُل روز و شب کے سر کا وہ شب تاج ہو گئی
معراج کو بھی آپ سے معراج ہو گئی

کھ انبیا ہیں، اُن کو یہ عظمت کہاں ملی
وصافِ کبریا کی شباہت کہاں ملی
سب کچھ ملا ہے عرش کی رفعت کہاں ملی
قرآن کو، یہ نور کی صورت کہاں ملی

ان کی طرح، وہ صاحبِ کام و دہاں نہیں
شیرینیٔ سخن تو ہے۔ لیکن زباں نہیں

یہ پھول، ظاہرا، گل گلدستۂ خلیل | باطن میں کردگار کے جلووں کی سلسبیل
انسانیت سے رابطۂ خالقِ جلیل | اللہ کے وجود کی منھ بولتی دلیل

صنعت ہے جب تو پھر کوئی صانع ضرور ہے
ان کا ظہور عین خدا کا ظہور ہے

حیران ہوں، خدا نہیں، کارِ خدا کیا | فانی کے دل میں خلق، مذاقِ بقا کیا
جہل و غرور و شرک و خودی کو فنا کیا | ذوقِ سلیم، کج روشوں کو عطا کیا

دنیا کے ساتھ دیں کی جو ترکیب ہو گئی
خونخوار قوم مرکزِ تہذیب ہو گئی

بالکل طریقِ جادہ و منزل بدل دیے | اوہامِ باطلہ کے مراحل بدل دیے
کنبوں کی زندگی کے مسائل بدل دیے | وہ بے بدل مزاج دیا، دل بدل دیے

بت پوجتے تھے جو وہ مسلمان ہو گئے
حیوان باتوں میں انسان ہو گئے

انسانیت کو ذوقِ ہنر سے ملا دیا | ذوقِ ہنر کو فکر و نظر سے ملا دیا
فکر و نظر کو صدقِ خبر سے ملا دیا | صدقِ خبر کو قلب و جگر سے ملا دیا

قلب و جگر کا جوڑ کے رشتہ دماغ سے
محفل سجی، چراغ جلا کر چراغ سے

فاقے کرائے، علم و عمل کے گھر دیے | سنگِ دل و جگر کو وفا کے ثمر دیے
شعلے تعصبات کے سب سرد کر دیے | سینوں میں سوزِ عشق کے انگارے بھر دیے

دلسوزیوں سے خلد کا رستہ دکھا دیا
چنگاریوں کو غنچۂ رنگیں بنا دیا

اول تو جسم کا نہیں سایا، یہ معجزہ
پھر بے پڑھے جہاں کو پڑھایا، یہ معجزہ
پھر ایک شہرِ علم بسایا، یہ معجزہ
حیدر سا در پھر اس میں بنایا، یہ معجزہ
پھر معجزہ کتاب کا آیا جہان میں
اللہ بولتا ہے نبیؐ کی زبان میں

یکساں مزاجِ باطن و ظاہر، یہ معجزہ
خُلقِ حسن سے دب گئے قاہر، یہ معجزہ
امّی ہیں، اور علوم کے ماہر، یہ معجزہ
جَو کھائے اور لٹائے جواہر، یہ معجزہ
ہلچل مچا دی اسلحۂ بے دریغ سے
کاٹا قمر کی ڈھال کو انگلی کی تیغ سے

بت رام ہو گئے، یہ خطابت کا معجزہ
خندق کی فتح، فکر و فراست کا معجزہ
زورِ علی، انھیں کی شجاعت کا معجزہ
بیٹی بتول سی، جو رسالت کا معجزہ
دختر کے دلبروں سے جو نسلِ نبیؐ چلی
دختر کُشی کی رسمِ نحس پر چھری چلی

باطل میں گھر کے معجزۂ حق دکھا دیا
مکّے کے سرکشوں نے یہاں سر جھکا دیا
دل لے لیے۔ یقین دیا حوصلہ دیا
پتّھر کو موم۔ موم کو پتّھر بنا دیا
دورِ خودی میں دینِ خدا عام ہو گیا
اسلام اس سلوک سے اسلام ہو گیا

اسلام کی یہ جان بھی ہیں جاں نثار بھی
دستِ قوی بھی، ضابطہ بھی، اقتدار بھی
مٹھی میں کائنات کا ہے اختیار بھی
محبوب کارساز بھی، مختارِ کار بھی
ناخن میں حق کی دی ہوئی عقدہ کشائی ہے
کہہ دوں خدا کے سامنے، ان کی خدائی ہے

کیا ان سے پہلے رنگِ جہاں تھا، سنا بھی ہے؟ | بوجہل سا کبھی کوئی جاہل ہوا بھی ہے
واقف تھا اس سے کون، کوئی کبریا بھی ہے!! | آنے سے اِن کے سب نے یہ جانا، خدا بھی ہے

ان ظلمتوں میں نور جو پھیلا جناب کا
شب کٹ گئی، ظہور ہوا آفتاب کا

غل تھا کہ اِنَّہٗ قَمَرٌ فِی کَمَالِہٖ | اَلشَّمس بھی تو اِقْتَبَسَتْ عَن جَمَالِہٖ
دنیا مہک رہی ہے بطیبِ خِصَالِہٖ | آئے رسولؐ صَلِّ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ

پتھر جہاں تھے اب وہیں وحدت کے پھول ہیں
یہ انقلاب کیوں نہ ہو، آخر رسولؐ ہیں

دارالسلام بڑھ کے پکارا کہ اَلسَّلام | جھک کر کیا فلک نے اشارہ کہ اَلسَّلام
کہتا تھا مسکرا کے ستارہ کہ اَلسَّلام | بولا تڑپ کے حسنِ نظارہ کہ اَلسَّلام

ایمان تھا نہ اس کا جو خالق کے نور پر
کسریٰ کے قصر ہلنے لگے اس قصور پر

روح الامین خادمِ دربارِ مصطفیٰ | دین و یقین، ناظمِ سرکارِ مصطفیٰ
مطلوبِ موسیٰ بھی طلب گارِ مصطفیٰ! | رویت ہے کردگار کی، دیدارِ مصطفیٰ

جز وحدت، اِن کی ذات میں اوصاف کیا نہیں
یہ مظہرِ خدا تو ہیں، مانا خدا نہیں

کل بھی نبی تھے، آج بھی، روزِ مآل بھی | مستقبلِ زماں بھی ہیں، ماضی بھی حال بھی
اسلام کا کمال بھی ہیں، باکمال بھی | محبوبِ ذوالجلال بھی، حق کا جلال بھی

دل ہیں نگاہِ قہر سے اب تک چھپے ہوئے
بیٹھے ہیں مشرکوں کے خدا بت بنے ہوئے

صورت سے حسنِ غیب کی عظمت عیاں ہوئی
سیرت سے، زندگی کی حقیقت عیاں ہوئی
باتوں سے، انبیا کی ضرورت عیاں ہوئی
صانع کو فخر ہے، مری صنعت عیاں ہوئی

کاندھے پہ مہر جو صفتِ سجدہ گاہ ہے
ختم الرسل ہیں دوشِ مبارک گواہ ہے

یہ نور ہیں، مگر نہ قمر جیسے، فی المثل
دھبا ہے اُس میں اور یہ آئینۂ ازل
اس برج میں وہ آج، تو اُس برج میں ہے کل
اِن کا ہے ایک مرکز و محور جو ہے اٹل

عرشِ بریں پہ مسندِ اَسریٰ کے صدر ہیں
بدر ان کی گردِ راہ ہے، یہ شاہِ بدر ہیں

اوصافِ کبریا کی متانت ہیں مصطفیٰ
کل انبیا کی روح ذہانت ہیں مصطفیٰ
جس کے حبیب، اُس کی امانت ہیں مصطفیٰ
پھر لاکھ امانتوں کی ضمانت ہیں مصطفیٰ

صادق بھی ہیں، امین بھی، قرآن کی قسم
کافر بھی کہہ رہے ہیں کہ ایمان کی قسم

آمر۔ کہ جس کے رعب سے تھرائیں زلزلے
مامور۔ جس کا پاؤں شریعت بہ کف چلے
مقدور جس کے سائے میں تقدیر دیں پلے
مزدور جز مودتِ قربیٰ جو کچھ نہ لے

سودا ہو جس سے جان کا۔ اس کو حیات دے
پکا وہ لین دین کا۔ دل لے، نجات دے

حق گو۔ کہ حق نے جس کی حقیقت پہ مہر کی
طاہر۔ کہ ذہن و فکر بھی ہر جس سے بری
مولا۔ کہ ہے شریکِ موالی ہر اک ولی
شافع۔ کہ روزِ حشر بھی نعرہ ہے اُمتی

امی۔ کہ بزمِ علم میں قرآں بہ کف ملا
دریا۔ کہ ریگ زار میں طوفاں بہ کف ملا

خہ سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلاً جس میں معراج کا ذکر ہے۔

حاکم۔ کہ صغرسن میں کبیروں پہ حکمراں | قابض۔ کہ صدق و حق کے ذخیروں پہ حکمراں
غالب۔ کہ بے زری میں امیروں پہ حکمراں | سلطاں۔ کہ سرکشوں کے ضمیروں پہ حکمراں

رہبر۔ کہ نظم و ضبطِ طریقت بدل دیا
قائد۔ کہ اعتبارِ قیادت بدل دیا

ضامن۔ کہ زندگی کی معیشت سے حشر تک | عابد۔ کہ چشمِ دید شہیدؑ انجمِ فلک
زاہد۔ کہ ذوقِ فاقہ کشی دل کی اک للک | ناصح۔ کہ جس کی تلخیِ گفتار پُر نمک

ہمدرد۔ جس کو غیر کا درد آپ سے سوا
مشفق۔ کہ سرپرست ہے ماں باپ سے سوا

اوّل۔ کہ جس کے دم سے صفی کو ملی صفا | آخر۔ کہ جس کا رخ ہے ازل اور ابد قفا
عالم۔ کہ بات بات، اشارات فلسفا | چیدہ چنیدہ جس کا لقب بھی ہے مصطفےٰ

عجز آشنا۔ کہ آئینۂ کبریائی ہے
بندہ بشر۔ کہ جاہ و جلالِ خدائی ہے

گوہر۔ کہ رمزِ کُن فیکوں جس کی ہے صدف | جوہر۔ کہ جس کے فیض سے فائز ہوئے سلف
مومن۔ کہ جس کی چھوٹ سے بھی شک ہوئے برطرف | عارف۔ کہ راہِ شوق میں حدِ جبل کی ماعرفؑ

فرقان۔ رمزِ باطل و حق کھولتا ہوا
قرآن۔ وہ خموش نہیں۔ بولتا ہوا

سابق۔ کہ بعد ذاتِ خدا سب سے ماسبق | شارق۔ کہ جس کا عکسِ جبیں شوخیِ شفق
فاضل۔ کہ دو جہان سے افضل بفضلِ حق | عاقل۔ کہ عقلِ کل کو دیا حمد کا سبق

ساقی۔ کہ جس کے در پہ غمِ العطش نہیں
ناصر۔ کہ جس کے عہد میں اک فاقہ کش نہیں

ؑ پوری حدیث ماعرفناک حق معرفتک

ؑ گواہ

مصدر۔ کہ ہے صدورِ تجلّی کا جلوہ زار | مشتق۔ کہ فعلِ واحدِ غائب سے ہمکنار
مرسل۔ کہ مرسلین میں محبوبِ کردگار | عادل۔ کہ دادرس کی عدالت میں پیشکار

بے زر۔ کہ بے خلافِ شہِ مشرقین ہے
غازی۔ کہ نام سرورِ بدر و حنین ہے

خوشخو۔ کہ جس کا خُلقِ عظیم آیتِ جلی | دلجو۔ کہ بات سنتے ہی دل کی کھلی کلی
ارفع۔ کہ لامکاں سے رفعت ہے منجلی | اعلیٰ۔ کہ جس کا بندۂ درگاہ بھی علی

یٰسین۔ جو مُبین کی منزل کا بدر ہے
طٰہٰ۔ کہ طاہرین کی محفل کا صدر ہے

ضابط۔ کہ ضبطِ نفس کی قدرت لیے ہوئے | رابط۔ کہ ربطِ خالق و خلقت لیے ہوئے
باذل۔ کہ آب و گل میں سخاوت لیے ہوئے | کامل۔ کہ حشر تک کی شریعت لیے ہوئے

شاکر۔ کہ شکر دم ہمہ دم دل کا چین ہے
صابر۔ کہ تربیت کا نمونہ حسین ہے

کیا تذکرہ حسین کا، وہ ان کی آل ہے | بچوں کی تربیت کا تو سب کو خیال ہے
وہ بزم چل کے دیکھیے، جس میں بلال ہے | صوفی بھی جھوم جائیں گے سن کر وہ حال ہے

اصحابِ پاک، محوِ شرابِ الست ہیں
شاہوں کے شاہ، اِن کے فقیرانِ مست ہیں

بےسعی و بے ریاض، یہ شاہی نہیں ملی | جھیلے ہزار غم، تو میسر ہوئی خوشی
ہر گام، کربلا تھی، وہ مکے کی زندگی | جس میں تھے لاکھ دشمنِ جاں اور اک نبی

کانٹے شقی بچھاتے تھے حضرت کی راہ میں
چھالے پڑے تھے پائے رسالت پناہ میں

طائف کی سرزمیں پہ جو ہوتا کبھی گزر　　نورِ خدا پہ سنگ برستے تھے اس قدر
ہو جاتے تھے حضور سراپا لہو میں تر　　جیسے حسینِ بیکس و مظلوم و بے جگر
یثرب میں آ کے تازہ مصیبت میں پڑ گئے
دنداں شہید ہو گئے، حمزہ بچھڑ گئے

باایں ہمہ مصائب و آفاتِ ناتمام　　وجہِ سکوں تھے خدمتِ انسانیت کے کام
آیا بخار بھی، تو نہ چھوٹا یہ التزام　　بڑھتا رہا مرض کی طرح ضعف صبح و شام
فاقوں سے اور زرد تنِ زار ہو گیا
جنّت کا پھول، نرگسِ بیمار ہو گیا

شدت سے تپ کی اب مرے مولا کا ہے یہ حال　　جلتا ہے جسم ضعف و نقاہت بھی ہے کمال
بدہم مرض کا ہے یہ اشارہ بصد ملال　　آیا بہت قریب نبیؐ کا دمِ وصال
رخصت ہیں اب جہان سے بابائے فاطمہ
ہم بھی شریکِ غم ہیں ترے، ہائے فاطمہ

ہے فالِ بد، جو وارثِ دیں کے مرض کا طول　　غمناک ہیں فروع، تو بے چین ہیں اصول
چھایا جو ہے دلوں پہ غمِ فرقتِ رسولؐ　　ازواج بھی ملول ہیں، اصحاب بھی ملول
ہیں مضطرب بتول بھی، شاہِ حنین بھی
روتے ہیں چپکے چپکے حسن بھی حسین بھی

بڑھتا گیا مرض جو شب و روز سر بسر　　رخصت کو ایک دن ہوئے مسجد میں جلوہ گر
منبر سے بعدِ حمد پکارے بہ چشمِ تر　　یارو! جہاں سے اب ہمیں درپیش ہے سفر
ہر شخص اس مقام پہ جرأت سے کام لے
ایذا جسے ہوئی ہو، اٹھے، انتقام لے

تقصیر کچھ ہوئی ہے جو اللہ کے حضور | نادم ہیں ہم بھی، اور ہے وہ بھی بڑا غفور
اب وہ رہے، کیے ہوں جو بندوں کے کچھ قصور | بخشے انھیں کریم، عدالت سے ہے یہ دور
پہنچا ہو مجھ سے دکھ جو کسی دل ملول کو
حق العباد سے وہ چھڑا دے رسول کو

رونے لگے یہ سنتے ہی اصحابِ جاں نثار | اٹھا صفِ نماز سے اک مردِ حق شعار
کی دست بستہ عرض کہ اے شاہِ نامدار | اک روز میرے ہاتھ میں خاصے کی تھی مہار
مارا تھا تازیانہ جو اس کو جناب نے
وہ بچ گیا تھا، کھایا تھا اِس دل کباب نے

اُس وقت تھا نہ جسم پہ میرے جو پیرہن | کوڑے کی ضرب سے متأثّر تھا گُل بدن
گو صبر کر کے بیٹھ رہا تھا یہ خستہ تن | اس گفتگو سے زخم پھر ابھرا ہے دفعۃً
اب پشت سے ہٹا کے قبا، سر جھکائیے
لوں گا میں انتقام، وہ کوڑا منگائیے

سلماں کو نبی نے دیا حکم، جلد جاؤ | وہ تازیانہ، فاطمہ زہرا سے مانگ لاؤ
کیا اعتبارِ زیست، انھیں پاؤں پھر کے آؤ | اس مظلمے سے جلد خدارا مجھے بچاؤ
کیا ہوگا اب! یہ سوچ کے سب نیم جاں ہوئے
سلماں اُدھر چلے، اِدھر آنسو رواں ہوئے

جا کر پکارے در پہ یہ سلمانِ ذی وقار | بابا نے تازیانہ منگایا ہے، میں نثار
چھاتی پہ ہاتھ مار کے بولیں وہ ایک بار | ہے ہے کہیں سفر میں نہ بڑھ جائے پھر بخار
کہہ دیجیے گا۔ ہجر میں آنسو بہاؤں گی
بابا کہیں سدھارے تو میں روٹھ جاؤں گی

سلمانِ فارسی نے سنایا تمام حال | رونے لگیں تڑپ کے بتولِ نبیؐ خصال
اماں کے پاس آگئے گھبرا کے دونوں لال | بچوں کے منھ کو چوم کے بولیں بصد ملال
بابا پہ میرے ٹوٹ پڑے غم جہان کے
تم تازیانے کھاؤ، عوض نانا جان کے

روئیں بلک بلک کے جو دلبندِ مصطفیٰؐ | مسجد میں آئے دوڑ کے دونوں وہ مہ لقا
ہاتھوں کو جوڑ کر یہ پکارے بصد بکا | اے شخص! ہے بخار انھیں۔ ان پہ رحم کھا
للہ رُخ ہماری طرف اپنا موڑ دے
سو دُرّے ہم کو مار لے۔ نانا کو چھوڑ دے

اس نے کہا کہ حکمِ شریعت میں دخل کیا | ہے یہ قصاص، ذمّۂ سلطانِ انبیا
بولے رسولؐ، دیر نہ کر، اب قدم بڑھا | ہو جلد تیرے حق سے سبکدوش مصطفیٰؐ
بے عذر، طے یہ مرحلۂ انتقام کر
بچے ہیں، ان کو کہنے دے۔ تُو اپنا کام کر

فرما کے یہ اتار جو دی آپ نے قبا | وہ تازیانہ لے کے سوئے شاہِ دیں چلا
سب یک زباں پکارے یہ اصحابِ باوفا | بیمار ہیں حضور، خدارا تُو رحم کھا
رونے لگے حسین و حسن، دل الٹ گئے
شبیر نانا جان سے بڑھ کر لپٹ گئے

دُرّہ لیے ہوئے جو وہ آیا سوئے قفا | شانے کی مہر چوم کے قدموں پہ گر پڑا
رو رو کے عرض کی کہ شہنشاہِ انبیا | صرف اس لیے یہ بے ادبی کی تھی، ہیں خدا
مولا! شفیعِ روزِ جزا! بخش دیجیے
زہرا کا واسطہ یہ خطا بخش دیجیے

چاروں طرف سے آئیں صدائیں کہ مرحبا | حضرت نے اُٹھ کے اس کو گلے سے لگا لیا
رخصت ہر اک سے ہو کے گھر آئے شہِ ہدا | مستقبلِ قریب نے کوفہ سے دی ندا

ڈر دوں کے غم نہیں شہِ ابرار کے لیے
مختص ہیں یہ تو عابدِ بیمار کے لیے

ہوتا رہا نبیؐ کا مرض دم بہ دم سوا | آخر گھڑی وہ آئی کہ محشر ہوا بپا
شدت سے تپ کی، خواب میں تھے سرورِ ہدا | ناگاہ، در پہ آکے کسی نے یہ دی ندا

بی بی! ملے جو اذنِ حضوری جناب سے
ملنا ہے جلد مجکو رسالتمابؐ سے

بولیں بتولِ پاک کہ اے شخص صبر کر | تپ ہے شدید، سو گئے ہیں سیّد البشر
بولا، ابھی ملوں گا، ضرورت ہے سخت تر | اس مرتبہ کرخت تھا لہجہ کسی قدر

کہتا تھا۔ اذن دیجیے۔ آنا ضرور ہے
پھر شہ کو ساتھ لے کے بھی جانا ضرور ہے

شاہوں کے بادشاہ کا بی بی میں ہوں سفیر | مولا سے بے ملے تو نہ جائے گا یہ حقیر
بنتِ نبیؐ پکاریں کہ اے مردِ سخت گیر | بس غم نہ دے مجھے کہ میں خود غم میں ہوں اسیر

یہ سن کے اب کی بار جو چیخا وہ زور سے
ختمی مآبؐ چونک پڑے اس کے شور سے

بولیں یہ فاطمہ کہ سنی شہ نے یہ صدا | کتنی ہیبت ہے کہ مرا دل لرز گیا
آیا ہے اک سفیر کسی بادشاہ کا | کہتا ہے۔ میں نبیؐ کو ابھی لے کے جاؤں گا

فرمایا۔ الفراق! خدا نے بلایا ہے
آنے کا اذن دو، ملک الموت آیا ہے

رکتا ہے کب کسی سے یہ ہے قاصدِ خدا | اس گھر کا یہ ادب ہے کہ ہے طالبِ رضا
اے گردشِ زمانۂ غدّار و بے وفا | لوٹا جو کربلا میں وہ گھر کیا یہ گھر نہ تھا
جن کا یہاں ادب تھا، وہی سب وہاں بھی تھیں
زہرا اگر یہاں تھیں، تو زینب وہاں بھی تھیں

یاں تو مَلَک نے اذنِ حضوری کیا طلب | درآنہ واں خیام میں در آئے بے ادب
یہ احترامِ آل! یہ پاسِ رسولِ رب | زینب کی پشت، شمر کا دُرّہ، ارے غضب
بلوے میں بنتِ قلعہ شکن، وا محمّدا
عترت کے بازوؤں میں رسن، وا محمّدا

ذرّیت آج اُسی کی ہے بلوے میں ننگے سر | بے اذن جس کے گھر میں ملک کا نہیں گزر
حاضر ہوئے غرض ملک الموت پوچھ کر | کھینچی جو روح، کانپ گیا دل، ہلا جگر
پوچھا کسی حزیں پہ کبھی رحم کھاتے ہو
یا سب کو قبضِ روح میں یوں ہی ستاتے ہو

قدسی نے کی یہ عرض کہ یا شاہِ خاص و عام | سختی بہت ہے جان پہ اور دل کی لاکلام
کروٹ بدل بدل کے تڑپتے ہیں صبح و شام | آنکھوں میں اشک بھر کے یہ بولے شہِ انام
اِس وقت مجھ پہ گزری ہے تکلیف جس طرح
ایذا نہ دیجیو مری امت کو اس طرح

یہ کہتے کہتے ڈھل گیا منکا نفس رکا | امت کی یاد میں مرے مولا نے کی قضا
ازواجِ طاہرات میں ماتم ہوا بپا | روئیں تڑپ کے مادرِ مظلومِ کربلا
پیہم بتولِ خستہ جگر پیٹنے لگیں
زینب کبھی ننھے ہاتھوں سے سر پیٹنے لگیں

بیٹی کے تھے یہ بین کہ بابا کدھر گئے | معراج کو سدھارے کہ خالق کے گھر گئے
جنّت بسائی اور مجھے برباد کر گئے | آؤ حسن حسین کہ نانا گزر گئے

گردش کا رُخ غضب ہے مری سمت پھر پڑا
دوڑو مدینے والو فلک مجھ پہ گر پڑا

اے میرے فاقہ کش مرے نادار بابا جاں | بیواؤں بیکسوں کے مددگار بابا جاں
ہے ہے اجڑ گئی مری سرکار بابا جاں | بچے تڑپ رہے ہیں کرو پیار بابا جاں

بابا! مرے حسن کو گلے سے لگائیے
بابا! حسین روتا ہے اٹھ کر منائیے

کھا کر پچھاڑیں روتی تھیں بی بی جو زار زار | پیہم صدا یہ آتی تھی کانوں میں بار بار
زہرا، مرے کلیجے کے ٹکڑے، ترے نثار | نانا کے دونوں راج دلاروں سے ہوشیار

میرے حسن حسین کی شادی رچائیو
سہرے بندھیں تو میری بھی تربت پہ لائیو

بس اے نسیمِ باغِ ولا! روک لے قلم | اب مانگ یہ دعا کہ خداوندِ ذوالکرم
امت ترے حبیب کی ہیں لے کریم ہم | ایذا سے جس کی تھے متفکر شہِ امم

الطافِ غیب سے ہمیں لطفِ حیات دے
حالاتِ حاضرہ کے تعب سے نجات دے